رحلت فرما گئے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون

آپ کی نماز ہ جنازہ متعدد مقامات پر پڑھی گئی اور آپ کا آخری مرقد قبرستان ڈوقسی غواڑی ثابت ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے سچ ہی فرمایا کہ ''ابن آدم کے پہلو میں ننانوے موت کے اسباب پیدا کیے گئے ہیں، اگر موت کا ایک کانٹا پکڑے اور اسے چھٹکارا ملے، تو دوسرا اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اگر سب سے بچ گیا تو آخری کانٹا اسے دبوچ لیتا ہے اور یہ موت کا کانٹا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے استاد جی کو غریق رحمت کرے۔ آپ کی حسنات کو قبول کرے اور بشری لغزشوں کو نظر انداز کرے۔ آپ کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنادے۔ (آمین)

(نوٹ: اس مضمون کی تیاری میں آپ کے بیٹے مولانا نعیم الحق اور حافظ فیض اللہ صدیقی نے خوب تعاون کیا)

❁❁❁❁

حسن مستور

شاعر: عزیز الحق　شائع کردہ: صدیقی ٹرسٹ

تیری جرأت نے مجھے اے پردہ در حیراں کیا
کر کے قرآں کو نثارِ مصحفِ روئے بتاں
تیری آزادی میں مانع ہوئی جب تعلیمِ دیں
دستِ قدرت نے بتا کب حسن کو عریاں کیا؟
چادرِ شب میں لپیٹا نازنینِ ماہ کو
لفظ میں معنی کو رکھا، اور زباں میں نطق کو
دخترِ رز کو برقعِ خم میں چھپایا اور کبھی
کاسۂ سر کو بنایا مسکنِ فہم و ذکا
تھا حریمِ چشم میں جب تک درِّ شہوار تھا
دیدۂ مخلوق سے مستور رکھا نورِ ذات
حسن کی ہر ادا جب اس طرح مستور تھی

❁❁❁❁

نفسِ امارہ پہ تو نے دین کو قرباں کیا
چاک بدبختی سے تو نے پردۂ نسواں کیا
اتباعِ نفس و عقلِ ناقص و شیطاں کیا
ابر میں پانی، شرر کو سنگ میں پنہاں کیا
خیمۂ افلاک میں سورج کو آویزاں کیا
قلب کو سینہ میں رکھ کر خانۂ ارماں کیا
کسوتِ مینا میں بھر کر رہزنِ ایماں کیا
مردمِ دیدہ کو قیدِ چلمنِ مژگاں کیا
اشک کو باہر گرا کر زحمتِ داماں کیا
طالبانِ دید کو بے ہوش و بے اوساں کیا
حسنِ زن کو تو نے ظالم کس لیے عریاں کیا؟

بقیہ صفحہ 67 پر ملاحظہ فرمائیں

اخوت اسلامی (۳۴)

صحابہ کرام ﷡ روئے زمین کا افضل طبقہ

عبدالرحیم روزی

امیر المؤمنین سیدنا علی ﷛

حضرت عثمان ﷛ کے ساتھ مخلصانہ تعاون:

آپؓ نے اپنی پوری صلاحیت اپنے پیشروؤں کی طرح حضرت عثمانؓ کے دور میں بھی استعمال کر کے اسلام کی خوب آبیاری کی اور کوتاہی نہیں کی۔ عہد عثمانی میں جب جمع قرآن کا مرحلہ پیش آیا تو آپ نے اس کی بھرپور حمایت کی۔

علامہ زرکشی (ت ۷۹۴ھ) البرھان میں رقمطراز ہیں کہ "لوگوں کو اختیار تھا کہ ان کو جس قدر قرآن یاد ہے اس کو جس قراءت میں بھی پڑھنا چاہیں پڑھیں۔ یہ صورت اس قدر بڑھی کہ فساد کا خوف ہونے لگا۔ لہٰذا ایک قراءت سب پر لازم کر دی گئی، جس طرح آج تک ہم لوگ پڑھتے ہیں۔"

چنانچہ حضرت عثمان ﷛ نے ۲۵ھ میں عالم اسلام کو ایک مصحف پر متفق کر دیا۔ مصحف پاک کے پانچ یا سات نسخے تیار کر کے صوبائی دارالحکومتوں میں بھیجا۔ حضرت علی ﷛ نے اس اقدام کو مستحسن قرار دیتے ہوئے فرمایا: "لا تقولوا لعثمانَ في إحراق المصاحف إلا خيرًا" عثمان کے مصاحف جلانے کے سلسلے میں خیر کے سوا کوئی بات نہ کرو" [المصاحف لابن ابی داؤد، معجم الطبرانی] نیز فرمایا: "اے لوگو! عثمان ﷛ کے بارے میں ناانصافی سے کام نہ لو۔ تم کہتے ہو کہ انہوں نے مصاحف میں رد و بدل کیا۔ اللہ کی قسم! انہوں نے جو طرز عمل اختیار کیا، وہ صحابہ رسول اللہ ﷺ کے علم میں تھا اور ان کی تائید حاصل تھی۔ اگر میں ان کی جگہ ہوتا، تو میں بھی وہی کرتا جو انہوں نے کیا۔" [البداية والنهاية]

حضرت عثمان ﷛ کی خلافت کے ابتدائی چھ سال خلافت راشدہ کا سنہرا دور تھا۔ فتوحات خوب تھیں، اسلام کی توسیع و اشاعت کے لیے صحابہ کرامؓ اور مسلمان سرگرم عمل تھے؛ لیکن دوسرے نصف میں فتنوں نے سر اٹھایا جو کہ قدری و کونی قضائے الٰہی تھا۔ نبی ﷺ نے ان فتنوں کی پیشگوئی بھی فرمائی تھی، یہاں تک کہ خلیفہ وقت کی مظلومانہ شہادت، اس

کے بعد پیش آنے والے واقعات کی طرف بھی واضح اشارہ کیا تھا۔ اوران ایام کے لیے یہ تعلیمات بھی دی تھیں کہ ایک مسلمان کوان گھٹاٹوپ و پرآشوب فتنوں میں کیا اقدام اٹھانا چاہیے۔ دیکھیے احادیث کی کتابوں میں **کتاب الفتن، کتاب الملاحم، کتاب اشراط الساعۃ۔**

چنانچہ مصر، عراق سے اسلامی حکومت کے خلاف باغیوں نے سر اٹھایا اور باغی لوگ ایک منظم منصوبے کے تحت کام کرنے لگے۔ ان فتنوں کا کافی تذکرہ حضرت عثمانؓ کے حالات میں گزر چکا ہے۔ مصر فتنوں کا گڑھ تھا، یہاں سے چھ سو باغی مدینہ منورہ کے قریب پہنچے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے جحفہ کے مقام پر ملاقات کی۔ وہ لوگ آپ کا حد درجہ احترام کرتے تھے۔ اس کے باوجود آپ نے انہیں سخت الفاظ میں شبہات کا جواب دیا اور واپس کردیا۔ پھر حضرت عثمانؓ سے مل کر کارروائی سنائی اور انہیں خوب نیک نیتی پر مبنی مشورے دیے۔

بصرہ والوں سے فرمایا: ''اے بصرہ والو! تم کو کیسے پتہ چلا کہ مصریوں کے ساتھ کیا سلوک ہوا ہے؟ تم تو سفر کی کئی منزلیں طے کرچکے تھے، پھر ہماری طرف آگئے۔ واللہ! یہ تو ایسا منصوبہ ہے، جو مدینہ ہی میں بنالیا گیا تھا۔''

بہت سے محققین کا رجحان ہے کہ حضرت عثمانؓ کے خلاف شورش پیدا کرنے اور جعلی خطوط بناکر روانہ کرنے میں عبداللہ بن سبأ صنعانی کا بڑا حصہ تھا، جو پہلے یہودی تھا، پھر اسلام کا دعوی کرنے لگا تھا۔

استاد محترم ڈاکٹر جمیل عبداللہ مصری مرحوم لکھتے ہیں: ''جس وقت بصرہ اور کوفہ میں سخت ترین فتنے برپا تھے، ابن سبأ مصر کے ایوان میں بیٹھا حاکم اور رعایا کے درمیان اختلافات پیدا کرنے اوران کو ابھارنے کی سازشیں کررہا تھا۔ اورانتہائی بے بنیاد اور دوراز کار نظریات کو اسلامی فکر میں حلول کرنے کی کوشش کررہا تھا۔'' [اثر أهل الكتاب فی الفتن والحروب الأهلية فی القرن الأول الهجری ص ۲۵۸] مزید تفصیلات کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کیجیے:

[البداية والنهاية، موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان، تاريخ الأمم والملوك، العواصم من القواصم]

قصہ کوتاہ ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' یہ فتنے نہ رکنے والا ایک سیلاب تھا۔ بالآخر باغیوں نے خلیفہ وقت کو گھر میں محصور کردیا اور ہر طرف ناکہ بندی کردی۔ حضرات حسن، حسین، عبداللہ زبیر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے باغیوں سے بحث کرنے اور دفاع کرنے میں سینہ سپر تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سات سو مہاجرین وانصار سے فرمایا: ''جس پر بھی میرا حق ہے، اس کو میں قسم دیتا ہوں کہ

وہ اپنا ہاتھ روک لے اور گھر چلا جائے۔'' آخری شخص جو عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے نکلا، وہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ تھے۔

بلاذری نے لکھا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ خون سے رنگین اور علی رضی اللہ عنہ کے غلام قنبر زخمی ہوگئے۔ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مدافعت سے سختی سے منع کر دیا۔

باغیوں نے ان ایام میں حضرت علیؓ سے کہا: ''اے ابوالحسن! آگے بڑھیے اور نماز پڑھائیے!'' آپؓ نے جواب دیا: ''امام جب خانہ قید ہے، میں نماز نہیں پڑھاؤں گا؛ لیکن میں تنہا اپنی نماز پڑھوں گا۔'' دوران ناکہ بندی حضرت عثمانؓ کے پاس حضرت علیؓ خود پانی لے کر اپنی سواری پر گئے اور ایک مشکیزہ لے کر بڑی مشقت سے اندر داخل ہوگئے۔ باغیوں نے آپ کو بھی برا بھلا کہا اور آپ کی سواری کو بھگا دیا۔

القصہ امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ ۱۸ ذوالحجہ کو مظلومانہ حالت میں شہید کر دیے گئے۔ اور امت مزید ابتلاء میں پڑگئی۔ اصحاب کرامؓ نے خوب افسوس کیا۔ اس موقع پر حضرت علیؓ نے قاتلین عثمان کے سامنے خطبہ دیا اور فرمایا: ''پھر یہ بڑا حادثہ پیش آیا، جو دنیا کے طلبگار کچھ لوگوں نے امت پر مسلط کر دیا۔ انہوں نے مال فے حاصل کرنے والوں کو حاصل فضیلت پر حسد کیا اور امور کو پیچھے لے جانے کی کوشش کی۔'' حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادیوں پر داخل ہوئے، وہ آنکھیں پونچھ رہی تھیں۔ پوچھا: کیوں رو رہی تھیں؟ انہوں نے کہا: ہم عثمان رضی اللہ عنہ پر رو رہی تھیں۔ پس آپ رضی اللہ عنہ بھی روئے اور فرمایا کہ ''تم روئیں!'' [انساب الاشراف]

آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت: شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد کئی روز تک لوگ بلا خلیفہ رہے۔ مصری لوگ آپ، زبیر، طلحہ، سعد جیسے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو تلاش کرنے لگے۔ آپ اور یہ صحابہ رضی اللہ عنہم چھپتے پھرتے تھے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے باغیوں پر سخت انکار کیا۔ شعبی کا بیان ہے کہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ کے بازار آئے اور کہنے لگے: ہاتھ پھیلائیے ہم آپ کی بیعت کریں گے۔ فرمایا: ''جلد بازی مت کرو، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک بابرکت شخص تھے۔ آپ نے شوریٰ کے حوالہ کیا تھا۔ لہٰذا تم انتظار کرو۔ لوگ اکٹھے ہو کر مشورے کریں۔''

یزید نسائی اور محرز عیشمی کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے پانچ روز بعد انہوں نے اہل مدینہ اور اکابر صحابہ: سعد، زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہم کو جمع کیا، اہل مصر نے کہا کہ آپ لوگ اہل حل وعقد ہو، آپ امام کا چناؤ کرنے والے ہیں، آپ کا حکم امت پر نافذ ہے، پس آپ ایک ایک آدمی کو دیکھ کر اسے منتخب کرلیں، ہم آپ کے پیروکار ہیں۔ اس پر جمہور لوگوں

نے کہا: ''علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر ہم متفق ہیں؛ مگر آپ نے کہا'' دعوني والتمسوا غيري '' تم مجھے چھوڑ دو اور کسی اور کو تلاش کرو!'' اور فرمایا'' اگر میں تمہاری بات مان لوں تو جو بہتر کام میں جانتا ہوں تم پر سوار ہوں گا۔ اگر مجھے چھوڑ دیں، تو میں تمہاری طرح ایک فرد ہوں۔ مگر میں تم میں سے سب سے زیادہ سمع واطاعت اس خلیفہ کی زیادہ کرنے والا ہوں جسے تم والی مقرر کرو گے۔

نہج البلاغہ میں درج ذیل الفاظ وارد ہوئے ہیں: ''تم مجھے میرے حال پر چھوڑ دو اور کسی کو تلاش کرو۔ کیونکہ ہم ایسے کام کا انتظار کر رہے ہیں، جس کے لیے کئی اشکال اور نیرنگ ہیں، جس کے لیے دل کا قیام نہیں اور عقول ٹھہرتی نہیں، آسمان کے کنارے کہر دار اور راہ انجانا ہے۔ جان لو اگر میں تمہاری بات تسلیم کروں تو میں جو بہتر سمجھتا ہوں تم پر چڑھاؤں گا اور کسی قیل وقال کی طرف کان نہیں جھکاؤں گا، اور نہ کسی سرزنش کرنے والے کی سرزنش کی طرف۔ اگر تم مجھے چھوڑ دیں تو میں تمہاری طرح ایک فرد ہوں اور شاید تم سب سے زیادہ سننے اور اطاعت کرنے والا ہوں تمہارے منتخب والی کے لیے۔ اور امیر اتمہارے لیے امیر ہونے سے زیادہ مشیر ہونا بہتر ہے۔'' [خطبہ۹۰]

آپ رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک پر بیعت کا واقعہ ۲۴ ذی الحجہ ۳۵ھ موافق ۲۰ نومبر ۶۴۱ء کو پیش آیا۔ اس موقع پر آپ مسجد نبوی میں تشریف لائے، منبر پر چڑھے اور تمام لوگوں نے آپ کی بیعت کی۔ اس روز آپ نے پہلا خطبہ خلافت دیا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ''اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو ہادی بنا کر بھیجا ہے، جو خیر وشر کو وضاحت کے ساتھ بتاتی ہے۔ لہٰذا خیر کو اختیار کیجئے اور شر سے کنارہ کش رہیے! اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزوں کو حرمت کا درجہ دیا ہے، ان میں فائق حرمت مسلمان کی ہے۔ توحید واخلاص کے ذریعے مسلمان کے حقوق کو اللہ تعالیٰ نے مضبوطی سے مربوط کر دیا ہے۔ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے تمام مسلمان محفوظ رہیں؛ الّا یہ کہ دین واحکامِ شریعت کا یہ تقاضا ہو کہ مسلمان کا احتساب کیا جائے۔ اور اس پر شرعی قانون جاری کیا جائے۔ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ کسی مسلمان کو ایذا پہنچائے، اِلّا یہ کہ ایسا کرنا واجب ہو۔'' [البدایۃ والنہایۃ]

شام میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کرم اللہ وجہہ کی بیعت سے انکار کر دیا اور امت مسلمہ بدقسمتی سے دو مضبوط گروہوں میں تقسیم ہوئی اور ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' کا مصداق ہونے لگا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بیعت سے انکار پر تبصرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ پہلے قصاص کے طلبگار لوگ والی امر کی اطاعت کریں۔ اس کے بعد خون عثمان رضی اللہ عنہ کا وارث اپنا دعویٰ پیش